

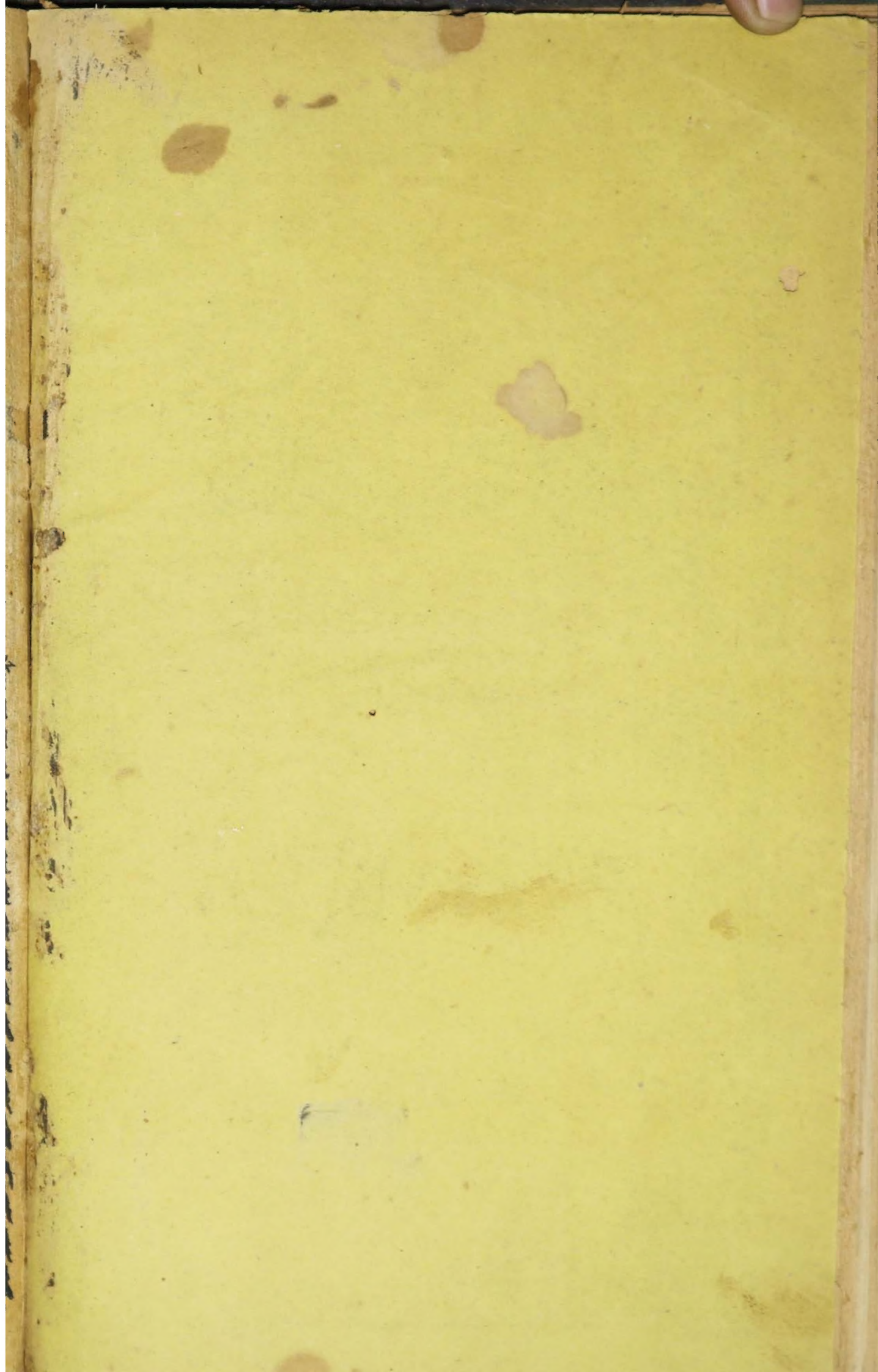


۳۹۲۲

رساله قواعد تاریخ کوئی  
موسوم باسم

تاریخی افادہ تاریخ







ما شاء الله ولا قوة الا بالله

الحمد لله الذي جعل في كتابه من كل شيء عذرا

موسوم باسم تاريخي

افادة تاريخ

١٣٠٢ هـ

از تصنیف حاج آقا محمد باقر خراسانی

در مطبع محمی واقع لکهنو با تمام موقوفات و موقوفات مطبع





بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہٖ جمیعین وعلیٰ اہل بیتہ  
 الطیبین الطاہرین بعد اسکے عرض کرتا ہے یہ سچا ان کج مع بیان خوشہ چین خرم  
 اہل سخن نابلدہ کو چہ ہر علم و فن کمتر بنندگان ایند و متعال ننگ سخنوران ماضی  
 و حال حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی کہ جو کہ آج تک کوئی رسالہ قواع  
 تاریخ گوی و شرح اقسام تاریخ میں اس شرح و بسط کے ساتھ کہ مورخ یعنی تاریخ گو کو  
 قواعد و قوانین تاریخ گوئی سے آگاہی دینے کے لئے کافی و روانی ہو جاتا نہیں  
 لکھا گیا اور بعضی احباب کو بھی اس امر میں نہایت مصر پایا علی الخصوص یہ سچا  
 کے ایک قدروان کو مفرامے بیکران جناب سید علی عبد القادر شمس القادری الدغمر  
 بہ شاہ مرشد علی صاحب الخفی البندادی اصلاً و المیدنی فوری مولد اعاصی تخلص مقیم  
 کلکتہ سلمہ ربہ نے کہ ادعای شاگردی یہ سچا ان بھی فرماتے ہیں کمال صراف فرمایا ناچار



کہ اس ہیچمدان کو قواعد مذکورہ سے آگاہی و اطلاع نہی اور جو کچھ اپنے اساتذہ محقق  
سے اس باب میں پایہ تحقیق کو پہنچا تھا بقید قلم لایا اور بنا اس رسالہ مختصر کی  
ایک مقدمہ اور تین باب اور ایک خاتمہ پر کہ وہ بھی مشتمل چند فائدوں پر ہے  
قائم کی جاتی ہے اور نام تاریخی اس رسالہ کے آغاز تالیف کا مادہ تاریخ  
اور ختم تالیف کا افادہ تاریخ رکھا جاتا ہے۔ وہو الموفق المستعان

### مقدمہ

جاننا چاہیے کہ تاریخ لغت میں کسی چیز کے وقت کے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں اور  
مورخین یعنی تاریخ گو یون کی اصطلاح میں کسی امر عظیم اور واقعہ قدیم و مشہور  
مانند کسی بادشاہ کی سلطنت یا کسی فتنہ و فساد و جنگ و کارزار یا شادی و مرگ  
یا بنائے عمارت و بلغ و غیرہ دیگر سوانح روزگار کی ابتدا کی مدت کے معین کرنے کو  
بولتے ہیں اور جب تاریخ لغوی و اصطلاحی دونوں کی تعریف بیان ہو چکے تو  
اب تاریخ گو کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ تاریخ کی جو ایک قسم معنوی ہے جسکا بیان  
انشاء اللہ تعالیٰ آگے بڑھکر ہوگا او سمین بحث اعداد حروف سے کی جاتی ہے  
پس آگاہ ہونا چاہیے کہ تاریخ میں حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے حروف  
ملفوظی معتبر نہیں ہوتی یعنی جو حروف کتابت میں آئے او سکے دیے جاتے  
ہیں اور جو فقط بولا جائے کتابت میں نہ آئے او سکے عد نہیں لیے جاتے  
بخلاف عروض کے کہ عروضی کے نزدیک تقطیع میں حروف ملفوظی معتبر ہوتے ہیں



مکتوبی کا اعتبار نہیں کیا جاتا مثلاً کتابت عربی میں جو الف بعد واو جمع کے لکھا  
 جاتا ہے جیسے واو آتوا وغیرہ کے بعد یا لفظ انا کے آخر میں بدون حالت قف  
 کے آتا ہے یا الف وصل جو اثنائے کلمات میں متصل بیکہ لگتا ہے جیسے  
 واقلو ہم میں اور واو کہ اسم عمر و بالفتح کے آخر میں لکھتے ہیں پس یہ سب الف اور  
 واو تاریخ میں ضروریے جائینگے اور مثلاً فارسی میں بھی الف وصل کا اور واو <sup>عطف</sup>  
 کا جو دو کلموں کے درمیان میں لکھا جاتا ہے اور بقید نظم اکثر تلفظ میں نہیں آتا  
 جیسے سن از تو اور دل و جان میں پس تاریخ میں اس الف اور واو کا بھی <sup>بوزن فون</sup>  
 کرنا ضرور چاہیے اور ہے کہ لفظ کہ و چہ و نہ کے آخر میں لکھی جاتی ہے اور  
 تلفظ میں نہیں آتی اور واو جو لفظ دو و تو و چہ وغیرہ کے آخر میں لکھا جاتا ہے  
 اور تلفظ میں نہیں آتا ان حروف کا بھی تاریخ میں محسوب کرنا ضرور چاہیے  
 اور مثلاً کلمات ہندی میں بھی جو ہا و یاے مخلوط تلفظ اور واو و لون مخلوط <sup>تلفظ</sup>  
 آتے ہیں جیسے اُجھار اچھار گھار اور سیان گیان دھیان اور اوبال  
 اوگال اور مانگ سانگ وغیرہ میں یہ بھی تاریخ میں محسوب ہونگے اور مثلاً  
 عربی میں الف اللہ کا بعد لام کے اور سموات کا بعد میم کے اور اسحق کا بعد حا کے  
 اور نہما کا بعد ہا کے اول کے جو ملفوظ ہوتا ہے اور واو کہ کا اور می یہ کے جو بعد  
 ہا کے ظاہر ہوتی ہے اور تنوین کا لون اور حرف مشدوسے جو دوسرا حرف پیدا  
 ہوتا ہے انہیں سے کوئی حرف تاریخ میں نہیں لیا جاتا اس واسطے کہ مکتوب نہیں ہے



تو پس تاریخ وفات نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم میں جو کسی بزرگ نے فرمائی ہے  
 ع ہناروح وریحان وجات النعیم ۛ اور اس میں الف ہننا کا جو بعد کے  
 اول کے تلفظ میں آتا ہے اوسکا بھی ایک عدد لے لیا ہے یہ ہرگز درست نہوگا  
 اور فارسی میں بھی الف محدودہ جیسے لفظ آب و آذرین پایا جاتا ہے اور تشد  
 راے لفظ آذرہ و برآں و محترم و فتح وغیرہ سے جو دوسرے ری پیدا ہوتی ہے  
 یہ حرف تاریخ میں نہ محسوب ہونگے اسلئے کہ کتابت میں نہیں آتی اور ہندی میں  
 بھی الف محدودہ جیسے لفظ آب اور آگ میں آتا ہے تاریخ میں نہ محسوب ہوگا  
 اور جب یہ بھی معلوم ہو چکا کہ تاریخ میں ان حروف کا اعتبار کیا جاتا ہے اور  
 یہ حروف معتبر نہیں ہوتی تو اب طریقہ تاریخ کہنے کا بیان کیا جاتا ہے کہ کلمہ یا کلام  
 یا فقرہ نثر یا مصرع نظم یا ایک بیت یا چند ابیات کو مورخ بفکر و غور و تامل مادہ تاریخ  
 کا قرار دے مگر شرط یہ ہے کہ جس لفظ یا جن الفاظ کو مادہ تاریخ کا قرار دے وہ  
 با معنی ہوں بمعنی و مہمل ہوں اور وہ الفاظ کچھ مناسبت بھی ضرور رکھتے ہوں  
 اوس واقعہ سے جسکے تاریخ مورخ کو کہنا منظور ہے تاکہ سامع بھی سمجھ جائے کہ  
 یہ تاریخ فلان امر کی ہے کیونکہ اگر الفاظ مادہ تاریخ کی مہمل و بمعنی ہونگے یا  
 کچھ مناسبت اپنے واقعہ سے نہ رکھتے ہونگے تو اوپر اطلاق تاریخ کا کی طرح  
 نہ کیا جائیگا جیسا کہ اکثر اشخاص الفاظ مہمل و بمعنی اور الفاظ غیر مناسب سے  
 کسی واقعہ کی تاریخ پیدا کرتی ہیں پس یہ درست نہیں اور ناجائز محض ہے



کیونکہ سامع کی سطح مادہ تاریخ سے نہیں سمجھ سکتا کہ یہ فلان واقعہ کی تاریخ ہے  
چنانچہ ایک بزرگ نے مؤلف کے دیوان اول کی طبع کی تاریخ غرق فرمائی تھی  
مؤلف نے سبب اس کی مہمیت کے اپنے دیوان میں اس سے داخل نہ کیا یا کسی  
بزرگ نے کسی مسجد لکھنؤ کی بنا کی تاریخ لفظ تاریخ میں کہی نکالی تھی اور وہ یہ  
۵ شینیم خالق از غور شید و منج + کہ تاریخ بنا سے اوست تاریخ بنیادی  
نے کسی کی وفات کی تاریخ فی زمانہ لفظ اقتضا میں نکالی ہے <sup>نقطہ</sup> کہ وہ فقط  
مشیت خالق کا اقتضا + پس ملاحظہ ہو کہ کجا طبع دیوان کا سال اور کجا لفظ  
غرق اور کہاں مسجد کی بنا کی سنین اور کہاں کلمہ تاریخ اور کہاں وقت انحال  
اور کہاں لفظ اقتضا پس ان تینوں تاریخوں کے الفاظ کو کی سطح کی مناسبت ہے  
واقعہ سے غور فرمائے تو ہرگز نہیں ہے اور سطح کی تاریخ کو تاریخ ہرگز نہیں  
ہے چنانچہ ان کی اسے ناقص میں نہ کہیں گے فافہم پس اگر شعر تاریخ محض الفاظ  
مادہ تاریخ کے ہونگے اس کو تاریخ صوری کہیں گے کہ گویا ظاہر اس کا شعر تاریخ  
ہے اور اگر اعداد و حروف منظر تاریخ کے ہونگے جس سن کے منظر ہوں خواہ سنہ  
موسوی خواہ سنہ عیسوی خواہ سنہ ہجری خواہ سنہ فصلی وغیرہ اور ان سب  
اعداد کو یکجا کرنے سے تاریخ پیدا ہوگی اس تاریخ کو معنوی کہیں گے کہ گویا  
باطن اس کا منظر تاریخ ہے اور اگر الفاظ اور اعداد و حروف دونوں اظہار تاریخ  
میں شامل ہونگے اس تاریخ کو ہم صوری و ہم معنوی قرار دینگے پس



بحسب استقراری تمام تین قسمیں تاریخ مصطلح کی قرار پاتی ہیں ایک صوری  
 دوسری معنوی تیسری صوری و معنوی فقط باب پہلا تاریخ  
 صوری کے بیان میں لینے جس میں صرف الفاظ شعر تاریخ پر ہوتے ہیں  
 یعنی ذکر سال و ماہ و روز واقعہ کا اوسمین ہوتا ہے اور اعداد حروف سے  
 کچھ سر و کار نہیں ہوتا مثال اوسکی جیسے شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے تالیف  
 کتاب گلستان کی تاریخ کہی ہے ۵۰۰ دران مدت کہ مارا وقت خوش بود  
 ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود ۶۰۰ یا جیسے کسی اور نے قدما میں سے یہ  
 تاریخ شاہ تیمور کی ولادت و خروج و وفات کی کہی ہے رباعی سلطان تمیز  
 کہ مثل اوشاہ نبود ۶۰۰ در ہفت صد و سی و نہ در آمد بود ۶۰۰ در ہفت صد و  
 و یکے کہ خروج ۶۰۰ در ہفت صد و ہفت کرد عالم بدو ۶۰۰ منقول از قلم ہفت کتاب  
 ہفت قلم باب دوسرا تاریخ معنوی کے بیان میں یعنی جس میں  
 محض اعداد حروف نظر تاریخ ہوتے ہیں اور فقط سال واقعہ اور اعداد  
 پیدا ہوتا ہے اور الفاظ سے کچھ بحث نہیں ہوتی البتہ الفاظ کا با معنی ہونا  
 اور اپنے واقعہ سے کسی قدر مناسبت رکھنا شرط ہے اور یہ تین قسم ہر قسم  
 سالم الاعداد - زائد الاعداد - ناقص الاعداد - سالم الاعداد و او  
 تاریخ کو کہے ہیں جسکے اعداد پورے ہوں کم زیادہ ہوں مثال اوسکی جیسے  
 لوزاب آصف الدولہ بہادر مرحوم کے انتقال کی تاریخ کسی نے غریب کہی ہے



کہ ایک کلمہ میں ہے یا جیسے شیخ ناسخ مرحوم استاد الاستاذ نے مولف کے  
 اپنے دیوان دوم کی ترتیب کی تاریخ کہ پریشانی آمد و رفت الہ آباد میں فرمائی ہے  
 وقت پریشانی پاکسی کے دو فرزندوں کی وفات کی تاریخ فرمائی ہے  
 داغ جگر و داغ دگر کہ ایک نے ایک سال میں وفات کی تھی اور دوسرے  
 دوسرے سال میں یا مولف نے اپنے دلی نعمے نواب محمد کلب علی خان صاحب  
 بہادر خسران دام اقبالہم کے دیوان خیم کے طبع کی تاریخ کہی ہے۔  
 دست خوبی کہ یہ سب تاریخیں دو دو لفظوں میں لینے کلام میں باہمی  
 ہیں یا جیسے مولف نے ایک شاعر کے ختم دیوان کی تاریخ کہی ہے کہ عینہ  
 معشوق سخن کہ یہ فقرہ شریف ہے یا جیسے غنی کشمیری نے ابوطالب کلیم  
 کی وفات کی تاریخ کہی ہے ۵ گفت تاریخ وفات او غنی ۶ طور معنی بود  
 روشن از کلیم ۷ یا جناب شیخ ناسخ مرحوم نے مرزا غازی الدین حیدر بہادر  
 بادشاہ لکھنؤ کے جلوس فرمانے کی اور نواب معتمد الدولہ بہادر کے وزیر  
 ہونے کی تاریخ فرمائی ہے۔ ۵ تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر ۶ شد سکند  
 وزیر اسطاطلس ۷ یا استاد اول مولف میر علی اوسط رشک مرحوم نے  
 اپنے استاد جناب شیخ ناسخ مغفور کے انتقال کی تاریخ فرمائی ہے قطعہ  
 مقتدای من و استاد من قبلہ من حیث گردید تہ خاک نہان واد یلا  
 رشک تاریخ پئے لوح مزارش گفتم ۸ مرقد ناسخ اعجاز بیان واد یلا



یا استاد دوم مولف کے مرزا برق مغفور کتخدا کی پسر و احد علی شاہ بہادر  
 اعاد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی تاریخ فرماتے ہیں۔ ع کہ خدا داد سلیمان جہان  
 را بقیس؛ یا مولف نے اپنے ولی نعمی خسرو خروان اعلیٰ حضرت نواب محمد  
 کلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہم کی سند نشینی اور دیوان دوم کی  
 طبع کی تاریخ کہی ہے۔ ع جلوہ فرمودہ سرسند اقبال چشم؛ ع  
 گوہر زیب وہ گوش سخن؛ یا مولف نے نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب  
 بہادر رئیس دہلوی تیر تخلص کی وفات کی تاریخ کہی ہے ع دہلی کا بجھا  
 چراغ اے آہ؛ کہ یہ سب تاریخیں ایک ایک مصرع نظم میں ہیں اور یہ قسم تاریخ  
 کی اکثر فی زمانہ ایک مصرع ہے میں کہی جاتی ہے اور بیشتر پورے مصرع  
 میں ہوتی ہے اور اولیٰ تر یہی ہے کہ پورے مصرع میں ہو اور الفاظ مصرع  
 کے بے تکلف ہوں اور بھرتی کے لفظ کم ہوں بلکہ ہوں تو بہتر ہے۔ اور  
 یہ قسم یعنی سالم الاعدا و اگرچہ اپنے اور دونوں قسموں سے بہتر و خوب تر ہے  
 اور بجائے خود کہی اک صنعت ہے لیکن اساتذہ نے اس میں چند تکلفات  
 و صنائع دیگر کو بھی دخل دیا ہے چنانچہ ایک ادب میں سے صنعت منقوطہ اور  
 یعنی صنعت معجمہ اور وہ یہ ہے کہ حروف منقوطہ میں تاریخ نکالی جائے  
 چنانچہ مولف کی ایک شاگرد دانش تخلص نے مولف کے رسالہ کار آمد شعر الی  
 طبع کی تاریخ جو بحث تذکیر و تائید میں ہے اسی صنعت میں کہی ہے۔



۱۔ دانش شدہ این نسخہ موصوف جو مطبوع ۶ در معجزہ تاریخ شدہ فیض  
 جلال ست ۶ دوسری صنعت غیر منقوطہ ہے یعنی صنعت مہملہ اور وہ یہ کہ  
 کہ حروف غیر منقوطہ میں تاریخ پیدا ہو چنانچہ مؤلف کی ایک شاگرد صنعت  
 تخلص نے مؤلف کے دیوان اول کے طبع کی تاریخ اسی صنعت میں کہی ہے  
 کلام حضرت استاد با کمال چھپا تمام خلق ہو روشن ثم گرا سکو کہ دماغ جان ۶  
 سطر وہ ہر گل خوشبو ہی زیب باغ سخن کا شجر گرا سکو کہ ۶ عجیب مہملہ میں نکلی سا  
 اسے رفعت ۶ سرور ہر دل والا گرا سکو کہ ۶ تیسری صنعت بیانات ۶ اور وہ یہ کہ  
 کہ بیانات جسے حروف ملفوظی مراد ہیں یعنی حروف باطنی ہر حرف کے  
 لیکر تاریخ پیدا کرین اور زبر یعنی حروف مکتوبی کو ترک کر دین چنانچہ  
 باتا تا حار ا ز ا ط ا ط ا ف ا یا مین آ۔ اور جیم مین ہی م اور  
 وال ذال مین آ۔ آل اور سین شین مین۔ ہی ت اور صا و ضا و  
 آ۔ و اور عین غین مین ہی ت اور قاف کاف مین آ ف اور لام مین  
 ام اور جیم مین ہی م اور لون مین ون اور و او مین آ و بیانات مکتوبی  
 اور بیانات کو اسم کہتے ہیں اور زبر یعنی مکتوبی کو اسم کہتے ہیں شاعر نے مؤلف  
 کے دیوان اول کے طبع کی تاریخ اسی صنعت میں کہی ہے ۵ سال تا تاریخ  
 محقق زور قلم در بیانات ۶ نظم و لکش راحت افزا جان فزا و با وقار سر ۶  
 چوتھی صنعت یہ کہ زبر اور بیانات یعنی اسمے اور اسم حروف دونوں



اعداد لیکر تاریخ نکالتے ہیں جیسے مولف کے ایک شاگرد یا اس تخلص نے ہلف  
 کے دیوان اول کے ختم کے تاریخ اسی صنعت میں کہی ہے۔ ۵۵ سال  
 بہ زبر و بینات است ۶ دیوان جلال با کمال این ۷ مگر اس میں کثیر  
 ضرور ہے کہ جسطح زبر تمامہ الفاظ تاریخ میں محسوب ہوتے ہیں اوجھ  
 بینات بھی تمامہ لیے جائیں یہ جائز نہیں کہ بعض بینات کو لے لیں  
 اور بعض کو ترک کریں جیسا کہ مرزا سلامت علی دبیر مغفور مرثیہ گوچی شہو  
 نے میر بہر علی انیس مرثیہ گوے مرحوم کے وفات کی تاریخ زبر و بینات  
 میں فرمائی ہے اور وہ یہ ہے ع۔ طور سینا نے کلیم اللہ منبر بے غس  
 اور یہی کیا ہے کہ بعض بینات کو اخذ کیا ہے اور بعض بینات کو ترک  
 پس یہ مولف ہیچہ ان کے نزدیک کی طرح جائز نہیں ہے اساتذہ میں  
 سے ایسا کبھی کسی نے نہیں کیا اور ایک صورت بینات میں تاریخ پیدا  
 کرنے کی یہ بھی ہے کہ کسی لفظ کی زبر کے اعداد سے کسی لفظ کے بینات  
 کے اعداد کو برابر کریں جیسے کسی نے شاہ عباس کے اعداد سے کہ حساب  
 زبر ۳۹۰۳۹ ہوتے ہیں خلد اللہ ملکہ کے بینات کو مساوی کیا ہے یعنی  
 خا کا آ لام کی ام وال کی ال الف کی ل ق لام کی ام لام کی ام ہا کا امیم  
 کی امی ام لام کے ام کا ک کی آف ہا کا آ جولی لیجے تو ان سب کے اعداد  
 برابر اعداد زبر شاہ عباس کے ہوتے ہیں۔ یا جیسے فیضی نے اعداد زبر



اکبر بادشاہ کی اعداد بینات آفتاب کے برابر کئے ہیں۔ ریاض  
 نوذریکہ زمزمہ عالم آرا پیدا است ۛ از جہہ شاہنشہ والا پیدا است ۛ  
 اکبر کہ ز آفتاب وار و نسبت ۛ ابن نکتہ ز بینات اسما پیدا است ۛ  
 یعنی اعداد اکبر کے کہ حساب زبر ۲۰ ۲۳ ہوتے تھے پس جوقت آفتاب  
 سے دونوں الف اسمی لے لیے گئے اور دونوں الف مسماے ترک کر دیے  
 گئے دو الف باقی رہے پس دو الف کے اعداد دونوں ہوئے بعد  
 اسکے بینات قاف و تا و با کی کہ تین ہوتے ہیں ان کے تین عدد دیے گئے  
 پس مجموع اعداد بینات آفتاب کے ۲۰ ۲۳ ہوئے اور وہ برابر  
 اعداد زبر اکبر کے ہو گئے فافہم۔ پانچویں صورت تبکلف تاریخ نکالنے  
 کی بہ اعداد حروف ہی اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ کوئی لفظ مناسب واقعہ  
 کے لیں اور اس لفظ کے حروف کے اعداد بتبریب درجات اعداد لکھیں  
 یعنی حرف اول کے عدد مرتبہ آحاد میں اور حرف دوم کے عدد مرتبہ عشر  
 میں اور حرف سوم کے عدد مرتبہ مات میں اور حرف چہارم کے عدد مرتبہ  
 الف میں لکھیں جیسے کسی نے لفظ طوبا کے حروف کے عدد بتبریب جات  
 لکھ کر کسی کے باغ کی تاریخ نکالی ہے کہ بارہ سو او نہتر ۲۶۹۱۷۹ ہوتے ہیں  
 ورنہ حروف طوبا کے عدد اگر بتبریب درجات اعداد نہ لکے جائیں تو صرف  
 اٹھارہ عدد ہونگے اسبطح اور کسی نے لفظ ڈوبا کے حروف کے عدد



بترتیب درجات اعداد لکھ کر کسی کے غرق ہو جانے کی تاریخ نکالی ہے کہ  
 بارہ سو چونتیس <sup>۱۲۴۸</sup> سال ہوئے ہیں۔ چھٹی صورت تاریخ کی تکلف رجا  
 کرنے کے یہ ہے کہ کسی لفظ مناسب واقعہ سے کوئی حرف لے لین اور  
 اوس حرف کے عدد و عدد لیکر اوس طرح بترتیب درجات اعداد لکھ کر  
 تاریخ پیدا کریں جیسے شیخ ناسخ مغفور کی یہ تاریخ مشہور ہے۔  
 حکیم از مراتب : تاریخ بطرز نور قسم کن : از حاکم حکیم ہشت برگہ  
 سہ مرتبہ نصف نصف کم کن : یعنی لفظ حکیم کی ح ل لیجئے تو اوس  
 آٹھ عدد حاصل ہوئے اور اونکو مرتبہ آحاد میں لکھ دیجئے پھر نصف  
 اون میں سے کم کر دیجئے تو چار رہ جائینگے اونکو مرتبہ عشرات میں لکھ دیجئے  
 پھر اون چار کی تنصیف کیجئے تو دو رہ جائینگے اونکو مرتبہ مات میں ثبت  
 کیجئے پھر اون دو کو نصف کیجئے ایک رہ جائیگا اوسکو مرتبہ الف میں لکھیے  
 اسطور پر تو بارہ سو اٹھتالیس <sup>۱۲۴۸</sup> ہوتے ہیں اور یہی سال ہے اوس واقعہ  
 جسکی تاریخ شیخ ناسخ مرحوم نے نکالی ہے اور یہ تکلف عمدہ تکلفات تاریخ  
 سے ہے اور شیخ عبد الجلیل بگرامی مرحوم نے بھی فتح ستارہ گڑھ کی  
 تاریخ جو سنہ ہزار و یکصد و پانزدہ ہجری میں واقع ہوئی تھی کہی  
 قطعہ تاریخ۔ چو شاہ ابہام زیر خضر آوروہ بور و اسم اعظم و شہادۃ  
 زانگستان شہ برہ ابہام : برابر چار الف کردم نظارہ : مولف کی



رائے ناقص میں یہ صورت بھی صورت مذکور الصدر میں داخل ہے کہ  
 یہاں ہی وہی صورت رقمی اعداد بترتیب درجات معتبر ہے یعنی اوسے  
 اونگلیوں سے استعارہ چار الف کا کر کے چار عدد اس طور پر لیے ہیں  
 کہ ایک مرتبہ آحاد میں دوسرا مرتبہ عشرات میں تیسرا مرتبہ مات میں چوتھا  
 مرتبہ الوف میں قرار دیا جائے یعنی اسطور پر ۱۱ ۱۱ ۱۱ ۱۱ ہو جائے  
 ہیں ساتواں طریقہ بتکلف تاریخ پیدا کرنے کا یہ ہے کہ الفاظ مادہ تاریخ میں  
 جو حروف متحرک ہوں فقط اونہیں تاریخ نکلے چنانچہ مؤلف کی ایک شاگرد  
 تمیز تخلص نے مؤلف کے رسالہ کارآمد شعر کے طبع کی تاریخ اسی صنعت  
 میں نکالی ہے قطعہ مرے استاد نے حقیقت میں یہ رسالہ لکھا  
 عجیب غریب و فکر تاریخ اسے تمیز جو کی مادہ لکھا عجیب غریب  
 متحرک حروف کو جو لیا ہوئی تاریخ کیا عجیب غریب و آٹھون تکلف  
 یہ ہے کہ الفاظ مادہ تاریخ میں جو حروف ساکن ہوں اونہیں تاریخ نکلے  
 نویں صورت یہ ہے کہ کسی اور کے کلام غیر تاریخی مشہور کو اپنا کلام  
 کر کے اوسمیں تاریخ نکالے جیسے شیخ ناسخ مغفور نے شیخ سعدی  
 رحمۃ اللہ علیہ کے اس مصرع میں - ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ  
 تاریخ وفات مرزا غازی الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ کی نکالی ہے کہ ۱۲۳۳ھ  
 اس میں پیدا ہوتے ہیں الحاصل ایسے شکلفات و صنائع تاریخ معنوی



بہت سے ممکن الوقوع ہیں کہ اونکا حصہ ناممکن فقط زائد الاعداد اور  
 تاریخ سے مراد ہے کہ مادہ تاریخ میں کچھ عدد حساب سے زیادہ ہوتے  
 ہوں پس مورخ تاریخ کے پورا کرنے کے لئے اون اعداد زائد کا تخریج  
 معنی کے طور پر کرے یعنی کوئی لفظ ہم عدد اون اعداد زائد کا کہ سب  
 مقام ہو تجویز کرے اور مادہ تاریخ میں سے اس لفظ کے خارج کردیگا  
 اشعار کے مثال اسکی جیسے یہ تاریخ مشہور ہے قتل سید الشہداء علیہ السلام  
 کی کہ سنہ ہجری میں قتل مذکور واقع ہوا تھا اور اس تاریخ کو منسوب  
 مولوی روم علیہ الرحمہ کی طرف کرتے ہیں ۵۰ سن چلویم کر بلا راقعاً  
 آہ بیرون آمدہ از اسم ذات ہ کہ لفظ اللہ کہ اسم ذات ہی پس  
 مادہ تاریخ ہے اور اس میں چھ عدد زیادہ ہوتے تھے پس مورخ نے  
 لفظ آہ کو لیکر کہ اسکے بھی چھ عدد تھے اور مناسب مقام بھی تھا اللہ  
 سے خارج کر دیا یعنی الف و ہا کو نکال دیا تاریخ پوری ہو گئی یعنی ۶۰ عدد  
 دولا مون کے باقی رکھے اور یہ بھی تاریخ اسی واقعہ کی اور اسی قسم کی ہے  
 اور اسکو بھی لوگ منسوب مولوی روم علیہ الرحمہ کی طرف کرتے ہیں ع  
 سر دین را برید بے دینی ہ کہ مادہ تاریخ لفظ دین ہے اور اس میں  
 چار عدد زیادہ ہوتے تھے پس مورخ نے سر دین یعنی حرف و کو جدا  
 کر دیا تاریخ پوری ہو گئی یعنی ۶۰ عدد ہی اور ان کے باقی رہے



ایک تاریخ اور اسی واقعہ کی مشہور ہے اور اسی قسم کی ہے لا اور ی  
 ع بنی بیدل شدہ در ماتم او کہ کہ لفظ بنی جب بیدل ہو گیا یعنی بت  
 بنی بن سے نکل گئی تو تاریخ پوری ہو گئی ایک تاریخ اور اسی واقعہ کی  
 گوش زد مؤلف ہے کہ وہ بھی اسی قسم کی ہے کہ بعد تخریج اعداد و زائد کے  
 جو کچھ باقی رہتا ہے اس کے زبر اور ہینات دونوں میں تاریخ پیدا ہوتی  
 اور وہ یہ ہے کہ حسین برید۔ فافہم یا جیسے یہ تاریخ مشہور کسی کی  
 ع ز نعمت خانہ بیرون کن گس را یا یہ تاریخ معروف کیسی۔ ع  
 از حوض لطیف آب بردار کہ یہ بھی دونوں تاریخین اسی قسم کی ہیں۔  
 یا جیسے یہ تاریخ وفات شیخ عبدالحی حباتی نخلص خلف شیخ جمالی دہلوی  
 کے کہ سپہ شاہ میرک جو اولاد سپہ شریف جرجانی سے تھی اون کی کہی ہوئی  
 ہے قطعہ نامہ العصر شیخ عبدالحی کہ کہ بوصفش مر از بان بنود و  
 وقت نز عرش بسر رسید من کہ گفتم اسے چون تو در جهان بنود پال  
 تاریخ خویش خود فرما کہ جزا و روز و زمان بنود کہ گفت تاریخ من بود  
 نامم کہ بندہ وقتیکہ در میان بنود کہ شیخ عبدالحی مادہ تاریخ تھا آوین  
 لفظ عبد کہ عہد زیادہ ہوتے تھے پس اس کا فارسی میں مرادف جو  
 لفظ بندہ تھا اس کو مادہ تاریخ سے نکال دالا تاریخ پوری ہو گئی یعنی  
 ۹۰۵۹ باقی رہ گئے فافہم۔ یا جیسے شیخ تاریخ مخفون کی یہ تاریخ قطع



وزدوخائے ناسخ چوزد و لقب مشب و نہ زروسم نہ بدس خجل آمد بیرون  
 بہر تاریخ کسچی چو بریدم سرزد و زد از خائے مفلس خجل آمد بیرون  
 کہ اسی قسم میں داخل ہے تبلیہ اور یہ طریقہ تخریجہ اعداد کا جو اس تاریخ میں  
 شاہ نصیر مرحوم دہلوی کے پایا جاتا ہے قطعہ تاریخ بشب عرس حضرت  
 محبوب و میرا بقر علی و گشت شہید و بے شش و پنج گفتم این تاریخ ہا ہرور  
 بکشت بود و یزد و منقول از تذکرہ آب حیات مطبوعہ مولفہ مولوی محمد حسین  
 صاحب دہلوی سلمہ آزاد تخلص از حاشیہ صفحہ ۲۵ و صفحہ ۲۶ -  
 مؤلف ہرچہ ان کے عند یہ میں ناجائز و نادرست ہے کیونکہ بے شش و پنج  
 گفتن مقولہ مورخ کا ٹھہرا تخریجہ اعداد زائد کا مادہ تاریخ میں سے نہ ٹھہرا  
 قائل اور قطع نظر اسکے مورخین ثقات کی تاریخوں میں یہ طریقہ تخریجہ  
 اعداد زائد کا پایا بھی نہیں کیا اور بعضوں نے اس قسم کی تاریخ کا نام  
 تسمیہ خارجی بھی رکھا ہے اور یہ جو بعضوں نے اس قسم کو باسم تخریجہ  
 محض موسوم کیا ہے یہ تسمیہ غلط ہے ہاں تسمیہ با تخریجہ کہتے تو درست  
 تھا کسو اسلئے کہ تسمیہ مجازاً بمعنی معما گفتن لغت میں آگیا ہے کذا فی  
 غیاث اللغات پس یہ معما گفتن کو تخریجہ اعداد و مدخلہ اعداد و ولون  
 شامل ہیں فافہم - ناقص الاعداد اس تاریخ سے عبارت ہے  
 کہ مادہ تاریخ میں کچھ عدد کم ہوتے ہوں پس مورخ تاریخ کے پورا کرنے کے لئے



اولن اعداد کا تذخلہ معنی کے طور پر کر کے لیغے کوئی لفظ ہم عد و اولن اعداد  
 کا کہ مناسب مقام ہو لیکر مادہ تاریخ میں اس لفظ کے داخل کرنے کا اشارہ  
 کرے مثال اسکی جیسے یہ تاریخ مؤلف کے استا دوم مرزا محمد رضا بر  
 مغفور کے قطعہ درمکان عمر زاحسن صاحب جو حوضے ساختہ شدہ  
 برائے ہر نمازی بیگانہ یہ العمل ۵ سال تاریخیں بطور تہیہ گفتہ رضا  
 لطف نو با آب وارد حوض قصہ بے بدل ۵ کہ مادہ تاریخ حوض قصہ  
 بے بدل ہے پس اس میں تین کم ہوتے تھے مورخ نے لفظ آب کو کہ  
 اسکے بھی تین عد و ہوتے تھے اور مناسب مقام بھی تھا داخل مادہ تاریخ  
 کر دیا تاریخ پوری ہو گئی لیغے ۱۲۵۵ ہو گئی کہ یہی سنہ مورخ کو مقصود  
 تھی اور بعضوں نے اس قسم تاریخ کا نام تہیہ داخلی بھی رکھا ہے  
 تبصرہ اور طریقہ تذخلہ اعداد کا جیسے اس تاریخ میں ہے سے گفت  
 خالق باد و حرفت حزن دل ۵ گشت زین العابدین داخل بحق ۵  
 یا اس تاریخ میں ولہ سے سال تاریخ تو کہ گفت عقل ۵ انکسرت  
 کہ بر حور و بار ۵ یا اس تاریخ میں مرزا اسے اللہ خان غالب و لہو  
 مغفور کی رحلت نواب میر جعفر علیخان مرحوم کی ہے رباعی گردید نہا  
 مرچیان تاب اریغ ۵ شد تیرہ جہان بچشم احباب دریغ ۵ این واقعہ  
 راز روی زاری غالب ۵ تاریخ رقم کرد کہ نواب دریغ ۵ یا اس تاریخ میں



کہ ولادت فرزند نواب میر غلام بابا خان کی ہے قطعہ میر بابا یافت  
 فرزند سے کہ ماہ چارودہ : بر فر از لوح گردون گردہ شمال اوست : فرخی  
 مینی دیالے بہرہ از ناز و طرب : از سر ناز و طرب فرزند فرخ سال است  
 اول از صفحہ ۷۔ و دوم از صفحہ ۳۔ کہ چون اردو سے معلائی مطبوعہ ملے  
 حضرت غالب دہلوی مرحوم مؤلف سچیدان کے نزدیک ناجائز و نامدست  
 ہے اس واسطے کہ یہ اشارہ مذخلہ اعداد کا مادہ تاریخ میں نہ ٹھہرا بلکہ مقولہ  
 مورخ سچہرا کہ مورخ نے یا دو حرف حزن دل لینے مجزون ہو کر اس طرح کہا  
 کہ گشت زین العابدین و اصل بحق یا اوسنہ بخت یعنی خوش ہو کر یوں کہا  
 کہ بر خور دار باد یا از روی زار سے کہا کہ نواب درلین یا از سر ناز و طرب  
 کہا کہ فرزند فرخ فافہم اور ایک قسم تاریخ کی اور ہے کہ اگرچہ جاگاہ ہے  
 لیکن قسم تاریخ زائد اعداد و ناقص اعداد میں داخل ہے یعنی لقمہ  
 باخترجہ و لقمہ با تہ خلہ دونوں کو شامل ہے مثال اسکی جیسے یہ تاریخ مشہور  
 نعمت خان عالی کی۔ قطعہ بوا حسن داشت چا بچار محل : بدش کرد  
 زان بیان تقدیر : اوچہ بر خاستہ بجا ششست : شاہ اورنگ زیب  
 عالم گیر : مادہ تاریخ لفظ چار محل ہے اس کے ۲۸۲ عدد ہوتے تھے  
 پس اس میں سے مورخ نے بوا حسن کو کہ اس کے ۱۵۷ عدد ہوتے ہیں  
 خارج کیا اب رہ گئے مادہ تاریخ کے ۱۱۵ عدد ان میں شاہ اورنگ زیب



عالمگیر کے عدد کہ ۹۷۳ - ہوتے ہیں داخل کر دیئے پس تاریخ تعمیر  
 یا تخریب و تعمیر باتم دخلہ و دونوں کو شامل ہو گئی اور ۸۰ سالہ حاصل ہو  
 پس ہی سنین مورخ کو مقصود تھے - باب تعمیر اقسام تاریخ  
 ہم صوری و ہم معنوی کے بیان میں - تاریخ صوری و معنوی  
 اسے کہتے ہیں جسکے ظاہر و باطن و دونوں تاریخ ہونے پر دلالت کریں  
 یعنی الفاظ بھی شعر تاریخ پر ہوں اور اعداد حروف بھی یعنی ذکر سال  
 و ماہ و روز واقعہ بھی اوسمیں ہو اور اعداد حروف بھی بحساب ابجد اور  
 سال پر دلالت کریں جس میں وہ واقعہ ہوا ہے مثال اوسکی جیسے یہ  
 تاریخ استاد اول مؤلف جناب میر علی اوسط رشاک مرحوم کی ہے  
 ۵ مرد سبجان علیخان قائل ۴ یک الف و صد و شصت و چھ  
 یا جیسے یہ تاریخ شیخ ناسخ مغفور کی کہ کیسی وفات کی ہے ۵ طبع  
 ناسخ سال تاریخ وفات ۴ گفت بست و مفتیم ماہ رجب ۴ ولہ ایضاً  
 ۵ دوشنبہ نجم ذی حجہ اسے واسے ۴ ولہ ایضاً ۵ حیف روز  
 اول ذیقعدہ پود ۴ یا جیسے استاد دوم مؤلف مرزا محمد رضا برق محفوظ  
 مخاطب بہ فتح الدولہ بہادر کی یہ دو تاریخیں وفات مرزا نصیر الدین حیدر  
 بہادر محمد علی شاہ بادشاہان لکھنؤ کی ۵ وہ سال و پنج روز حکومت نمود  
 ۵ ۴ وہ روز و پنج سال حکومت نمود ۵ اور ایک قسم تاریخ



صوری و معنوی کی یہ ہے کہ جس میں بجائے ذکر سال و ماہ و روز ذکر اسما  
 و صفات و امراض وغیرہ کا کیا جائے چنانچہ جناب میر علی اوسط رشک  
 مغفور اپنے والد ماجد مرحوم کے انتقال کی تاریخ فرماتے ہیں ۵  
 ابن صوری و معنوی نوشتہ تاریخ ۵ سید سلمان واسے و فاضل ہے  
 ایضاً ولہ ۵ یہ ہوئی انتقال کی تاریخ ۵ نوجوان خوشنویس  
 سید ہاسے ۵ ایضاً ولہ ۵ سرش مصرع تاریخ انتقال نوشتہ  
 فقیہہ و عابد و زاہد طیب و فاضل آہ ۵ ایضاً ولہ ۵ مرد از سرط  
 و ذرات الجنب و او یلاہ واسے ۵ ایضاً ولہ ۵ مرد نسیم زہیضہ  
 خاتمہ مشتمل ہے چند فائدوں پر۔ فائدہ لفظ اللہ کے جیسے  
 عدد دینا چاہیے اس لیے کہ اس لفظ میں ایک الف اور دو لام اور ایک  
 ہی مکتوبی ہے موافق اس مصرع مشہور کے ع اللہ بود یک الف و ہا و دو  
 اور دوسر الف جو بعد لام کے تلفظ میں آتا ہے وہ معتبر کیا جائیگا  
 کیونکہ تاریخ میں حروف مکتوبی معتبر ہوتے ہیں حروف ملفوظی کا اعتبار  
 نہیں کیا جاتا۔ تنبیہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ کا لام مشدہ ہے  
 اور دوسر الف بسبب تشدید کے پیدا ہوتا ہے یعنی ملفوظی ہے پس  
 اسکا اعتبار تاریخ میں کیوں کیا گیا اور اسکے عدد کیوں لے گئے جواب  
 اسکا یہ ہے کہ دوسر الف باعتبار تلفظ کے اللہ میں نہیں لیا جاتا بلکہ



باعتبار کتابت کے لیا جاتا ہے کہ مکتوبی ہے یعنی بعد لام کے جو ایک شوشہ  
 رسم الخط عربی میں لکھ دیا جاتا ہے اور رسم الخط فارسی میں بھی اگر غور  
 کیا جائے تو وہ شوشہ ہوتا ہے لیکن بہت مختصر سا اور سب کو دوسرا لام مقصور  
 کر لیا ہے گویا للکھ لکھا ہے اور اگر مستعرض یہ کہے کہ شوشہ مذکورہ اوں الف  
 کے علامت ہے جو بعد لام کے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اس امر کی تصریح مقدمہ  
 میں کر دی گئی ہے کہ وہ الف جو بعد لام کے ہے مکتوبی نہیں ہے بلکہ فطری  
 جیسا کہ معیار الاشعار میں محقق طوسی علیہ الرحمہ نے بھی لکھ دیا ہے۔ من  
 اراد التحقیق فلیرجع الیہ پس شوشہ مذکورہ بجز دوسری لام کے اور کوئی حرف  
 نہیں تصور کیا جاسکتا کہ حقیقت میں بھی لفظ اللہ میں دو لام ہیں یعنی  
 اصل میں یہ لفظ الالہ ہے پس بقاعدہ عربی لام اول کو لام ثانی میں  
 بعد حذف الف کے اوغام کر دیا ہے فائدہ جوتی کہ رسم الخط عربی میں  
 طویل یعنی دراز لکھے جاتی ہے مانند تاء جمع وغیرہ کے جیسے کائنات  
 صفات ذات ہیات مافات وغیرہ کے تے اسکے چار سیکڑے تاریخ  
 میں لئے جائینگے اور تائے تانیث اسمی و تائے مصدری وغیرہ کے  
 پانچ آحاد لینا چاہیے کیونکہ ایسی تے کو رسم الخط عربی میں مدّور یعنی  
 گرد لکھتے ہیں لکن ہا پس جو ہے کے مدّور ہوتے ہیں وہی عدد اس نے  
 کے بھی لینا چاہیے خیال نہ ہو کہ الف مقصورہ کی بھی جو لفظ عربی



ادنیٰ موسیٰ عیسیٰ مصطفیٰ مرتضیٰ وغیرہ کے آخرین آتا ہے دس عدد  
 لئے جاتے ہیں ایک عدد نہیں لیا جاتا اس واسطے کہ رسم الخط عربی میں  
 الف مقصورہ لشکل یاے تختائی لکھا جاتا ہے پس مورخین محقق ثقافت  
 نے ایسی قے کے پانچ ہی عدد دیے ہیں یعنی اس لئے کو ہی قرار دیا ہے  
 اور محض کتابت کا اعتبار کیا ہے چنانچہ اسخوہ اول مؤلف جناب میر علی  
 اوسط رشک مغفور نے کیلی کتاب موسوم بہدایۃ الشعرا کے ختم کی تاریخ  
 جو فرمائی ہے ۵ زغیب یا فتم اسے رشک مصرع تاریخ ۶ ہدایۃ الشعرا  
 جاے حل مصطلحات ۶ تو آئین تاسے مدورہ لفظ ہدایۃ الشعرا کے پانچ  
 آحاد دیے ہیں یا فتمی مطفر علی اسیر مرحوم نے جو نواب امداد حسین خان  
 مغفور مخاطب بامین الدولہ وزیر اعظم امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ کے کسی  
 مرض سے صحت پانے کی تاریخ کسی ہے چنانچہ اونکے دیوان فارسی میں  
 موجود ہے اللہم احفظ من الیائہ اسمین ہی تاسے بلیۃ کے پانچ آحاد  
 لئے ہیں یا فتمی اسیر احمد صاحب امیر خالص سلمہ اللہ تعالیٰ ارشد تلامذہ  
 اسیر مرحوم نے جو اپنے دیوان کا نام تاریخ مرآۃ الغیب رکھا ہے اسمین  
 بھی تاسے مرآۃ کے پانچ ہی عدد دیے ہیں یا فتمی سید اسماعیل حسین  
 مرحوم شاگرد رشک مغفور نے جو دیوان موسوم اعلیٰ حضرت قدر قدرت خداداد  
 نواب محمد کلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہم والی ریاست راجستھان



اسم تاریخی و درۃ الانتخاب رکھا ہے اس میں بھی تاسے دورہ کے پانچ ہی  
 عدویے ہیں یا مؤلف رسالہ ہذا نے جو اسم تاریخی رسالہ ہذا کے آغاز تالیف  
 کا مادیقہ تاریخ رکھا ہے اس میں بھی لفظ مادۃ کے تے کے پانچ احادیث  
 ہیں اور بڑے دلیل تو اس تے لیئے تاسے دورہ کے ہی قرار دینے کے  
 مؤلف کے پاس یہ ہے کہ سب مقامات نے جو مقامہ بہت و شہتمین  
 خطبہ صنعت مہملہ یعنی غیر منقوطہ میں لکھا ہے اوس میں اس طرح کی تائید  
 سی آگئی ہیں کہ وہ سب با قرار دیجاتی ہیں چنانچہ اوس خطبہ کی عبارت  
 کہ بقدر موافق ضرورت کے اس مختصر میں بھی لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے

قال الحمد لله الممدوح الاسماء المحمود الاالا الواسع العطاء الممدوح المحم  
 اللاواء مالک الامم ومصور الروم ومکرم اهل السما والکرم ومصلک عباد  
 وارم ادراک کل سر علی ووسع کل مصر حله وعم کل عالم طوله وهد کل مارد  
 حوله احبہ احمد محمد مسلم وادعوه وعاء مومل مسلم وهو الله لا اله الا هو الواحد  
 الاحد العادل الصمد لا ولد له ولا والد ولا ردع صعه ولا مساعدا رسله  
 للاسلام ممهدا وللملة صوطدا ولا دلة الرسل موکدا ولا حمر ولا سق  
 وصل الارحام وعلم الاحکام وسم الحلال وسم الحرام وسم الاحلال والاحرام  
 اکرم الله محله وکمل الصلوق والسنن لاهل تنبيه  
 اکثر مؤرخین نے جاری کیڑے بھی تاسے دورہ کی تاریخ میں لیے ہیں چنانچہ



مولوی فائق مرحوم صاحب کتاب مخزن الفوائد نے جو تاریخ بنائے  
 مسجد بھجور کی جگہ بانی لڑا ب زین العابدین خان بہادر مغفور تھے  
 کہی ہے ۵ فائق دو گانہ کردہ بحراب اواد اپ تاریخ گفت خضر  
 کہ قد قاست الصلوۃ ۶ تا ۷ صلوۃ کے چار سو لیئے ہیں یا ابی  
 کتاب مخزن الفوائد کا جو نام تاریخ خیرۃ الاصول رکھا ہے میں  
 بھی تا ۷ خیرۃ کے چار سو لیئے ہیں یا جیسے مولوی عبدالباسط  
 مرحوم امیٹھوی نے کہ لغایت الہی بہت بڑے مورخ تھے اپنے خیرۃ  
 جلدہ کی وفات کی تاریخ فرمائی ہے ۵ گفت امر خداش باجاء  
 اسکن انت وزوجک الجنة ۶ تا ۷ خیرۃ کے چار سیکڑے لیئے ہیں  
 یہ امر مولف مسجد ان کی رائے ناقص میں مخدوش ہے اور پاپیہ ہفتا  
 سے ساقط کیونکہ یہ تے صورت تہی ہر اور تے ہونا ایسی تے کا بدل  
 و براہین اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے پس تا ۷ دورہ کے چار سو  
 لینا کیونکہ جائز ہوگا ہاں چار سو لینا او سوقت جائز ہو سکتا کہ جب  
 کوئی اس امر کو بدلائل باطل کر دے کہ کتابت حروف کو تاریخ میں  
 کچھ دخل نہیں اور رسم الخط کا بھی لطلان کرے تو یہ محال ہے کہ لطلان  
 ان دونوں امور کا ہو نہیں سکتا اور یہ دلیل اسپر لانا کہ اکثر لوگوں نے  
 ایسی تے کے چار سو لیئے ہیں اور او سکے نظائر گزرا تھنا نامسموع نفس



کیونکہ خلافت قاعدہ و قرار و اداہل فن جو امر کسی سے وقوع میں آئیگا وہ  
کیونکر سنا جائیگا گو کثرت سے ہو چنانچہ قول مولف ہیچدان کاموید  
یہ مقولہ صاحب تذکرہ خزانہ عامرہ سپہ غلام علی آزاد بلگرامی مرحوم کا  
بھی ہے کہ وہ تذکرہ خزانہ عامرہ میں اک مقام پر لکھتے ہیں کہ تاریخ  
مرزا قطب الدین مالک <sup>یعنی محل جنتہ</sup> <sup>میں</sup> <sup>نقصدانے</sup> <sup>وارد</sup> کہ مورخ <sup>ان</sup>  
یعنی محمد عاکف از تاسے جنتہ کہ آنرا <sup>اور</sup> <sup>ملا</sup> <sup>سے</sup> عربی لشکر ہا مینوسیند  
چار صد گرفتہ حال آنکہ پنج باید گرفت زیرا کہ مستبر نزد اہل حمل صورت  
کتابت باشد نہ تلفظ منقول از تذکرہ خزانہ عامرہ صفحہ ۳۰ ۳۱ مطبوعہ  
مطبع فنی نو لکھنؤ تہنہ سنا گیا ہے کہ مولوی امام بخش صہبائی  
مرحوم دہلوی نے تاریخ میں تاسے دورہ مذکورہ کے چار سیکڑے اور  
پانچ آحاد لینے کے جگاڑے میں اک محاکمہ فرمایا ہے یعنی قول فیصل  
لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ تاسے دورہ موقوفہ کی تو پانچ آحاد لیے جائیں  
اور موصولہ کے چار سیکڑے مثلاً بر ب الکعبہ کی تے کے تو پانچ  
آحاد لے جائیں اور کعبۃ اللہ کی تے کے چار سیکڑے مولف ہیچدان  
کہتا ہے کہ واہ واہ سبحان اللہ کیا خوب فیصلہ کیا ہے جسے قاعدہ  
تاریخ ہی کو برہم کر دیا یعنی صورت کتابت کو کچھ دخل ہے تاریخ میں  
نہ رہا محض تلفظ پر کہ جبکہ مطلق عبارت تاریخ میں نہیں ہے



وار و مدار رکھا گیا یعنی رب الکعبہ میں جو در حالت وقف ہے ملفوظ  
 ہوتی ہے اوسکے پانچ لیے جائیں اور کعبۃ اللہ میں در حالت وصل  
 جوتے ملفوظ ہوتی ہے اوسکے چار سو اس فیصلہ کو اونکے معتقدین ہے  
 تسلیم فرمائیں تو فرمائیں دوسرا کیونکر مان لے کہ قاعدہ تاریخ ہی شایع  
 ہے فقط فائدہ الف وصل کا عبارت فارسی میں جہان لکھا جائیگا  
 تاریخ میں اوسکا ایک عدد لیا جائیگا اور جہان باعتبار محذوف ہونے  
 کے کتابت میں نہ آئیگا کوئی عدد اوسکا نہ لیا جائیگا مثلاً لفظ است  
 کے الف کا بصورت اعداد لکھنا اور بے ضرورت نہ لکھنا دونوں طرح  
 جائز ہے فائدہ الف مقصورہ جو آخر الفاظ عربیہ میں آتا ہے جیسے  
 عیسیٰ موسیٰ معنی مصطفیٰ مرتضیٰ وغیرہ میں اسکی تاریخ میں دس  
 عدد لیے جائینگے کہ کتابت اسکی بصورت یاے تحتانی مقرر کی گئی ہے  
 چنانچہ رشک مغفور نے مرزا غفل غافل ذاکر سید الشہداء کے انتقال  
 کی تاریخ میں لفظ مصطفیٰ کے الف مقصورہ کے دس عدد لیے ہیں  
 ع ذاکر سبط مصطفیٰ ہی ہی + فائدہ الف ممدودہ کا جاول الفاظ  
 میں آتا ہے تاریخ میں ایک عدد لیا جائیگا اسلیے کہ کتابت اسکی ایک  
 الف کے ساتھ ہے مثلاً لفظ آحاد کے ۱۲ - اور لفظ آزاد کے ۱۳ عدد  
 لیے جائینگے فائدہ ہاے مختلفہ جو الفاظ فارسی میں آتے ہی فائدہ ہاے



بیان حرکت و غیرہ کے جہاں کتابت میں آئیگی اوسکے پانچ عدد لیے  
 جائینگے اور جہاں نہ لکھے جائینگے کوئی عدد اوسکا نہ لیا جائیگا مثلاً  
 کاف بیا نہ یعنی لفظ کہ جب علیہ لکھا جائیگا یعنی دوسرے لفظ سے  
 نکلیگا تو پچیس عدد اوسکے لیے جائینگے کاف کے بیس ہا کے پانچ  
 یا جسے شیخ نسخ منقول کہ اس تاریخ میں ع افسوس کہ موت نے  
 گھسیٹا اور جب کسی اور لفظ سے ملجائیگا جیسے لفظ کو کہ اس میں فقط  
 کاف کے بیس عدد دیے جائینگے اور ہا کے پانچ عدد نہ دیے جائینگے  
 قاعدہ ہمزہ جو خط منحنی سے عبارت ہے اوسکا کوئی عدد تاریخ میں  
 نہیں لیا جاتا اس لیے کہ یہ کوئی حرف حروف نہجی میں سے نہیں ہے  
 تنبیہ کسی نے انشاء مادہ ورام کی تالیف کی تاریخ جو کہی ہو  
 ہفتے گشت سال تاریخش کہ زب کے منشآت مادہ ورام اس میں لفظ  
 منشآت کے ہمزہ کا بھی ایک عدد لے لیا ہے یا کسی نے اس تاریخ  
 میں کہ نواب ضیاء الدین احمد خان مرحوم رئیس دہلی کے تاریخ ہے  
 رباعی وردا کہ ضیاء دین احمد برست ہرخت سفر از جہان کہ جائے  
 سفر است ہر از طاق و زالیوان و زبزم و جلّسا ہر بستہ بر حمت  
 الہی پیوست ہر ضیاء دین احمد کے ہمزہ کا بھی ایک عدد لے لیا ہے  
 یعنی مادہ تاریخ ضیاء دین احمد ہے پس بشرطیکہ اس فقرہ کے ہمزہ



اضافت کا بھی ایک عدد لے لیا جائے تو ۹۰۲۹ ہوتے ہیں پس ان  
 اعداد میں سے لفظ طاق و آیوان و بزم و مجلس کے عدد کہ ۲۱ ہوں  
 تھے پہلے مورخ نے نکال ڈالے تو ۶۰۸- باقی رہے بعد اسکے تاریخ  
 کے پورا کرنے کے لئے رحمت الہی کے عدد کہ ۶۰۹۴ ہوتے ہیں انہیں  
 داخل کر دیے تو ۱۲۸۰ بھری ہو گئے اس میں مورخ کو مقصود تھے  
 اور یہ تاریخ مورخ نے صنعت لقمہ باتخرجہ و لقمہ باتہ خلہ و دولون میں  
 کہی ہے۔ پس مؤلف یہ چہ ان کے نزدیک ہمزہ کا ایک عدد دلنا کی طرح  
 صحیح نہوگا غلط بلکہ اغلط ہے کہ مورخین ثقافت نے کہی ہمزہ کا کوئے  
 عدد تاریخ میں نہیں لیا فائدہ وہ یا کے معروف چہ ہمزہ یعنی خط منحنی  
 لکھ دیتے ہیں عربی کے ہو خواہ فارسی کے خواہ ہندی کے اسکے میں عدد  
 لئے جائینگے اسلئے کہ جب کسرہ ماقبل اسکا اشباع پائیگا وہ دوسری یا  
 ہو جائیگا اور کتابت بھی اوس یا کی دو یاؤں سے چاہئے تھے جیسے  
 لفظ مائی۔ ہوائی۔ خدائی۔ رہائی۔ آئی۔ پائی۔ بنائی۔ دکھائی گئی  
 کسی فی ہوائی وغیرہ کے یا کے معروف کے میں عدد دیئے جائینگے چنانچہ  
 شیخ مانع مرحوم نے کسے کے شادی کہ خدائی کی تاریخ فرمائی ہے  
 اور اوس میں لفظ کہ خدائی کے یا کے معروف کے میں عدد دیئے ہیں  
 ۵ رقم سال کردم بہ ست خدائی ۶ ہمایون و مسعود شد کہ خدائی ۶



یاغشی منظر علی اسیر مرحوم نے لڑا اب یوسف علیخان بہادر مغفور والی  
 ریاست رامپور کے غسل صحت کی تاریخ بین لفظ کئے اور پائے کے  
 پاسے سعادت کے بیس عدد دیئے ہیں۔ ع و عا کے خلق دو آہو گئی  
 شفا پائی : یا مؤلف نے لڑا اب مرزا خان داغ دہلوی کے طبع  
 دیوان اول کی تاریخ میرزا غلام علی آئے کے بیس عدد دیئے ہیں۔ ع  
 جو رگزار داغ آئی آج : اور پائے مجہول کے عدد خواہ اوپر عمرہ  
 لکھا جائے خواہ نہ لکھا جائے دس عدد دیئے جائینگے جیسے لفظ جائے  
 خدائی۔ صفائی۔ آئی۔ پائی۔ لائی۔ کے پائے مجہول کے عدد  
 دس دیئے جائینگے خواہ یہ سب الفاظ بروزن فاع و فاعول پڑھے  
 جائیں خواہ بروزن فعلن و فاعولن آئیں اور کتابت بھی اس  
 یا کی ایک یا سے چاہیے ہر اور لفظ کیجئے دیجئے اور ویسے  
 جیسے کیئے کیئے گئے گئے کے پائے مجہول کے بیس عدد دیئے جائینگے  
 اس واسطے کہ یہ بولی بھی مکرر جاتی ہے اور کتابت میں بھی مکرر آتی ہے  
 فائدہ حروف مقطعات کے اعداد باعتبار اونکے زبر کے لئے جائینگے  
 یعنی جسطح لکھنے میں آتے ہیں مثلاً جمعہ کے ح کے ۴۰ کے ۴۰ ع  
 کے ۴۰ س کے ۶۰ ق کے ۱۰۰ لے جائینگے بینات ان حروف کے  
 تاریخ میں نہ محسوب ہونگے ہاں اگر بینات کے اعداد لینے کا شعور



کر دیا جائے گا تو ادسوقت وہ بھی محسوب کیے جائیں گے۔ فائدہ لفظ میں  
 وسبب و آئین و آئینہ وغیرہ کے یا کے پیش عد و تاریخ میں لے جائیں گے  
 کہ یہ یا حقیقتاً بھی مکرر ہے اور کتا بتا بھی چنانچہ اس تاریخ میں جناب  
 میر علی اوسط رشک مغفور نے لفظ رئیس میں دو یا میں لی ہیں  
 ہا لفظ بگفت مصرع تاریخ حلتش : بودہ رئیس سید و سردار افسر  
 یا جیسے مولف نے خلعت مسند نشینی ولی نعمی لواب محمد کلب علیہا نصیب  
 بہادر دام اقبالہم کے ملکہ انگلستان کی طرف سے آنے کی جشن کی تاریخ بھی  
 ہے اوسمیں لفظ آئین کی دو یا میں لی ہیں۔ لکھتے یہ تاریخ بہرپیش  
 لایا حلال : آج رشک جشن جم بزم طرب آئین ہوئی : اور یہاں  
 لفظ ہوئی میں بھی دو یا میں مولف نے لی ہیں کہ یہ وہی یا ہے معروف  
 ہے جسپر ہزہ لکھ دیتے ہیں یا اپنے اس تاریخ میں آئینہ معشوق سخن  
 دیوان حضرت موجد راہپوری شاگرد موسیٰ خان دہلوی کی ترتیب کی ہے  
 لفظ آئینہ میں دو یا میں لی ہیں۔ فائدہ لفظ بنین و وصیتن وغیرہ میں  
 یک یا کے عد و تاریخ میں لے جائیں گے کہ ان الفاظ کے رسم الخط میں  
 متوالی ایک ہے یا ہوتی ہے چنانچہ خاتم النبیین کے ۸۴ ۱۱ اور  
 سید الوصیتین کے ۲۶۱۔ عد و تاریخ میں لینا جائیے فائدہ مصرع  
 تاریخ کی موزونیت کے لئے جو مؤرخ زیادہ مادہ تاریخ سے کچھ الفاظ



لے آتا ہے مانند کاف بیانیہ گفت و گفتا و نوشت و نوشتہ و بگوید  
 بخوان وغیرہ کے یا ہندی میں مانند کہہ اور پڑھ اور بولا اور کہا اور  
 لکھا وغیرہ کے یا مثل لفظ فلک ملک ہاتھ سر و ش دل طبع  
 عقل خرد تخلص مؤرخ وغیرہ کے پس ان کے عدد مادہ تاریخ  
 میں محسوب ہونگے چنانچہ ان تاریخوں میں شیخ ناسخ مرحوم کے قمر  
 اسی قبیل کے الفاظ موزونیت مصرع تاریخ کے واسطے آگے ہیں  
 اور مادہ تاریخ میں ان کے اعداد محسوب نہیں ہیں ۵۰ سال  
 تاریخ جہنم گویا کہ این کنجہ الی ہمایون بواد ۵۰ سال تاریخ  
 پے رحلت شاہ عالم ۵۰ گفت دل زیر زمین بادشاہ کشور ہند ۵۰  
 ۵۰ سال تاریخ عروسی ناسخ ۵۰ کہ خدا شد مرزا یکم نوشت  
 ۵۰ پے سال ہمایون جلوسش ۵۰ بگو ناسخ کہ ظل اللہ گردید ۵۰  
 ۵۰ پے سال ولادت طبع ناسخ ۵۰ گفتا کوکب برج شرافت ۵۰  
 ۵۰ تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی ۵۰ بولی ملک ضریح قبول  
 نام ہے ۵۰ فائدہ یہ جو مشہور ہے کہ واقعہ شادی کی تاریخ  
 میں ایک عدد کا بڑھا دینا اور واقعہ غم کی تاریخ میں ایک عدد کا کم  
 کر دینا جائز ہے محض غلط مشہور ہے جن صاحبوں نے یہ مشہور کیا ہے  
 انکو سند اسکی مورخین ثقات کی تاریخوں سے دینا چاہیئے۔



فائدہ وہ سنین متعارف کہ جنہیں تاریخ کہی جاتی ہے یہ ہیں آسنہ  
 ہجری اور وہ زمانہ ہجرت جناب رسالت ﷺ سے مراد ہیں  
 یعنی مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً سے حضرت کا ہجرت فرمانا اور مدینہ  
 منورہ تشریف لانا اور یہ سن مجوزہ خلیفہ ثانی کے ہیں اور اب ۱۳۰۲  
 ہیں ۲۔ سنہ فصلی کہ وہ سنہ ہجری سے ۹ سال کے فاصلہ کے  
 بعد تجویز کیے گئے ہیں اور زمانہ اکبر سے تجویز ہوئے ہیں اور وہ اب  
 ۱۲۹۳ ہیں۔ ۳۔ سنہ ہمدوی ہیں اور وہ زمانہ غیبت امام مہدی  
 آخر الزمان سے لیے جاتے ہیں اور بعضوں نے زمانہ ولادت باسعادت

بھی لیا ہے اور وہ اب ۱۰۴۶ ہیں ۴۔ سنہ عیسوی

ہیں اور انھیں کو سچی بھی کہتے ہیں اور زمانہ غیبت

حضرت عیسیٰ سے مراد ہیں اور اب ۱۸۸۵۔ ہیں ۵۔ سنہ

موسوی اور وہ کباب کتب تواریخ زمانہ غرق

فرعون کے لیے جاتے ہیں اور زمانہ حضرت علی

وہی مروج رہی اور اب ۲۱۴۱ ہیں ۶۔ سنہ

سنت بکرمان حیت ہیں

وہ اب ۹۴۲ ہیں

نقطہ



## انصاف

جلال نامور نے یہ رسالہ ایسا لکھا ہے  
تو اعدا جتنی ہیں تاریخ گو کہ اس میں ہیں  
یہ نسخہ نسخہ اس سیر میں بھی دیکھیں  
وہ فکر سینچ بولی طبع عاصی کو

کہ جس مادہ تاریخ کہنیکا حاصل ہو  
نہ لکھا تھا کہ سنہ یون قسرح و سبط اس فن  
علاؤ سیم کی کیا اسکے اکی اصل شتاف  
بجا ہی مادہ تاریخ کا تاریخ یہ کہید

## انصاف

حضرت ضامن علی کے نسخہ مطبوع کا  
عیسوی تاریخ عمدہ ہاتھ آئی یہ جمال

جسکو ظاہر ہونے کا ہر چار سو چار چار  
طریقہ قانون بس یہ تاریخ گو کہ کامیاب

از نتایج افکار مخمور معنی شناسین  
شاگرد مولف سالہ انداز

از نتایج افکار مخمور معنی شناسین  
شاگرد مولف سالہ انداز

نسخہ پیش استاد م نوشت  
سال طبعش یاس در منقوط لفت

نقطہ نقطہ شاید علم و کمال  
فن تاریخ این رقم کردہ جلال

از نتایج افکار کہر بار شاعر بلاغت انتہائی جناب  
منشی و ہنر راہی صاحب محقق کہنہ و مختار سرکار

از نتایج افکار کہر بار شاعر بلاغت انتہائی جناب  
منشی و ہنر راہی صاحب محقق کہنہ و مختار سرکار

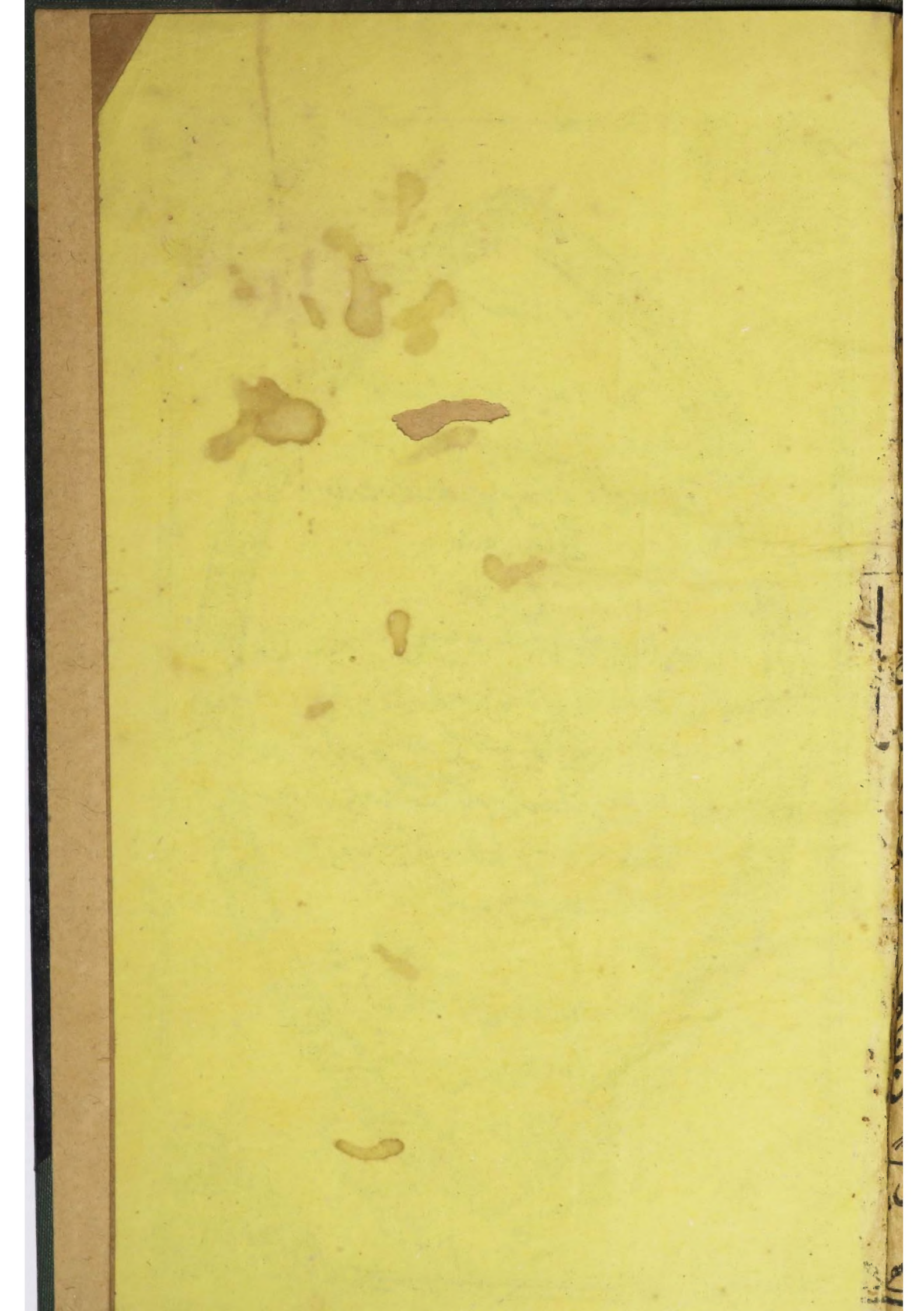
فیض آثار نواب و محمد الدولہ عضد الملک مرزا مہدی حسین  
بہادر اسد خاں ام اقبال

فیض آثار نواب و محمد الدولہ عضد الملک مرزا مہدی حسین  
بہادر اسد خاں ام اقبال

خوش طبع شد رسالہ ضامن علی جلال  
لغتم محقق از پی توضیح سال طبع

کو شاعریت غیرت خاقانی و حنین  
مطلوب سودمند و مفید مورخین







# اشتہار

بفحوائے قوالہ ابستم ۱۲۴۷ھ اس سال  
کی رجسٹری روائی گئی ہے کوئی اہل مطالع یا خرید  
بلا اجازت مولف قصد چھاپنے کا نفر مائین ورنہ بعوض نقم  
نقصان اوٹھائینگے

## اطلاع

جو کتاب میر محمد ہمد صا. حمد کے تخلص کے دستخط یا ہر قسم کی خالی ہوا مال سرفہ  
ہے اسکی خریداری سے اجتناب لازم ہے جتنا جلدین مطلوب  
ہوں شہر لکھنؤ محلہ منصور نگر متصل کاظمین سے قیمت بنام  
میر محمد ہمدی صاحب یا بنام میر محمد نظیر صاحب ہر قسم کتاب  
ارسال فرمائیں کتاب فوراً مرسل خدمت ہوگی۔  
کتب نو مطبوعہ

مفید الشعرا۔

۱۲

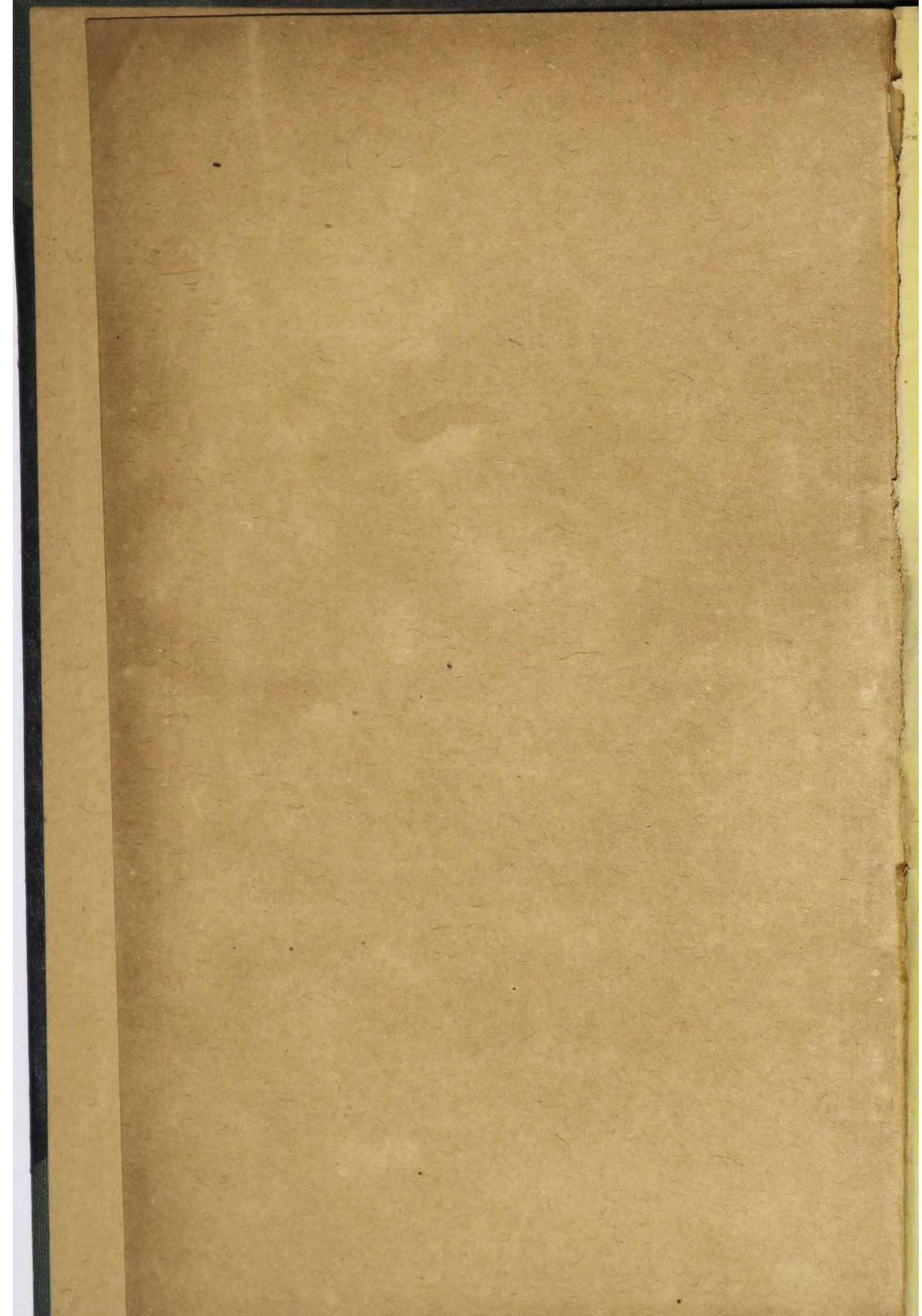
کرشمہ گاہ سخن دیوان دوم۔

شاہ شوق طبع دیوان اول۔

بقلم دنیا بال کتب

پیش رفت فی قلم ۱۲







اسرارہ - قواعد السجود - اولادہ باج